

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مقدمہ حرام الحرمین

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد!

برادران اہل سنت کی خدمت میں بندہ عرض کرتا ہے کہ ہمارے کرم فرما رضا خانی حضرات کی حسام الحرمین پر اہل علم نے بہت کچھ لکھا ہے، اور اس پر لکھنے کا حق ادا کر دیا فخر اہم اللہ احسن الجزاء عنا وعن سائر المسلمین مگر چند دنوں سے بعض عنوانات میرے ذہن میں گردش کر رہے ہیں، اور میں چاہتا ہوں کہ ان کو قلم کے سپرد کروں تاکہ کسی حق و صحیح بات کے متلاشی کا بھلا ہو۔

میں نے اس نام تجویز اسلئے کیا ہے کہ لوگ حسام الحرمین سے پہلے اس کو ضرور مطالعہ فرمائیں، اس کی حیثیت مقدمہ کی سی ہے۔ میں اپنے مطلب کی طرف آتا ہوں کہ رضا خاں صاحب ملت بریلوی کیلئے بہت کچھ ہو گئے، چاہے وہ ان کو کتنا بڑا مامین مگر ہم ان کو شریعت کے اصول پر پرکھے بغیر نہیں چھوڑتے۔

یہاں ہمیں ان کی حسام الحرمین پر خیانتیں دکھانی مطلوب نہیں؛ بلکہ شریعت کے دائرہ اور اصول سے ان کو پرکھنا ہے۔

پہلی بات: رضا خانی حضرات کے گھر سے دیکھ لیتے ہیں۔

خانصاحب بریلوی لکھتے ہیں: ”والحاصل انه لا يعتمد علی فتویٰ المفتی الفاسق مطلقاً“

(کلیات مکاتیب رضا حصہ دوم صفحہ ۶۹)

یعنی خلاصی یہ ہے کہ فاسق کے فتوے پر مطلقاً اعتماد نہیں کیا جائیگا۔

اب ہم ان کی معصیت کا حال قارئین کی نظر کے سامنے لاتے ہیں۔

خانصاحب فرماتے ہیں:

”اصل اشیاء میں اباحت ہے، جب تک شرع سے تحریم ثابت نہ ہو، اس پر جرأت

ممنوع و معصیت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (ترجمہ) ان لوگوں سے فرمادیں (یعنی دریافت کریں) کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایسا کرنے کی اجازت دے رکھی ہے یا تم ویسے ہی اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھ رہے ہو؟ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ (ترجمہ) لوگو تمہاری زبانیں جو کچھ جھوٹ بیان کرتی ہیں اس سلسلے میں یہ نہ کہو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام، تاکہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھو، یقیناً جو لوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ علامہ عبد الغنی نابلسی فرماتے ہیں (ترجمہ) اللہ تعالیٰ پر افترا کرنے میں کوئی احتیاط نہیں کہ حرمت اور کراہت ثابت کرے؛ اسلئے کہ ان دونوں کیلئے دلیل کی ضرورت ہے الخ“

(فتاویٰ رضویہ جلد ۲۲ صفحہ ۱۸۰)

بغور پڑھیں کی فاضل بریلوی نے کسی شے کو حرام اور مکروہ قرار دینا جس کو اللہ نے ن قرار دیا ہو معصیت اور افترا علی اللہ قرار دیا ہے، اور ایسا آدمی یقیناً فاسق و فاجر ہوگا۔

فاضل صاحب لکھتے ہیں:

”اوجھڑی، امعاء یعنی آنتیں بھی اس حکم کراہت میں داخل ہیں“

(فتاویٰ رضویہ جلد ۲۰ صفحہ ۲۳۸)

حالانکہ فقہ حنفی کے اکابرین میں سے کسی نے بھی اس کو مکروہ قرار نہیں دیا، یہ فاضل بریلوی کے زمانے میں آکر مکروہ قرار دی گئی۔

اور یہ بات تو مفتی اقتدار احمد نعیمی نے بھی تسلیم کی ہے کہ:

”آپ سے پہلے کسی فقیہ و امام نے ان کو مکروہ تحریمی یا تنزیہی نہ فرمایا“

(العطایا الاحمدیہ جلد ۴ صفحہ ۱۴)

تو شریعت مطہرہ نے تو اسے مکروہ نہ قرار دیا جبکہ رضا خاں صاحب مکروہ قرار دے کر خدا پر جھوٹ باندھا اور معصیت کو گلے لگایا۔

کیا فاضل صاحب کے فسق کا فیصلہ ہوا یا نہ؟

قرآن پاک میں مفتی علی اللہ کو بہت بڑا ظالم قرار دیا گیا ہے۔ اور فاضل صاحب خود فرماتے ہیں:

”فاسق وہ کہ کسی گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوا اور وہی فاجر ہے“

:(فتاویٰ رضویہ جلد ۶ صفحہ ۲۰۱)

دیکھئے! فاضل صاحب اپنے ہی ارشادات سے کس قدر فاسق ٹھہرے؟

اور رضا خانیوں کی مصدقہ کتاب شرح صحیح مسلم میں جلد ۱ صفحہ ۱۳۰۱ پر یوں تحریر

”ہم کو یہ بات ہمیشہ ملحوظ رکھنی چاہئے کہ ہم صرف مبلغ ہیں شارع نہیں ہیں، کسی چیز کو ب. اور سنت یا مستحب قرار دینا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا منصب ہے“

اب ہمیں معلوم ہوا کہ رضا خانی حضرات کیونکر خاں صاحب کو نقطہ برابر سے معصوم

یہ یاد رہے کہ مکروہ تحریمی واجب کے مرتبہ میں ہے، تو خالص صاحب کو رضا خانی
ایا رسول سمجھتے ہیں مگر ہم تو انہی کے گھر سے فاسق و فاجر بھی کر چکے، ویسے ہمارا نقطہ
صاحب کے متعلق وہی ہے جو ابن شبر خدا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری رحمۃ اللہ علیہ نے

یہ بھی یاد رہے کہ علماء جب کراہت مطلق بولتے ہیں اس سے مراد کراہت تحریم لیتے۔
تحریم کا مرتکب گنہگار اور مستحق عذاب ہوتا ہے۔

:(فہارس فتاویٰ رضویہ ۱۲۲)

خانصاحب کے فسق پر دوسری دلیل ملاحظہ فرمائیں!

”بے حیائی کی بات حیا والا ناراض ہو جاتا ہے۔“

شیطان ملعون بے حیائی کا استاد ہے۔

جنت ہر فحش بکنے والے پر حرام ہے۔۔۔۔۔

فحش گوئی جفا ہے، اور جفا والا دوزخ میں ہے۔

شرم اور کم سخی ایمان کی دوشا خیں ہیں۔

فحش گوئی اور زبان درازی منافقت کے دو شعبے ہیں۔

فحش کسی چیز میں داخل ہو تو اس کو معیوب اور حیا کسی چیز میں داخل ہو تو اس کو مزین

فحش گوئی کرنے والا منحوس ہے۔

بد زبان و بے حیا کے نسب میں خلل ہوتا ہے۔“

(فہارس فتاویٰ رضویہ صفحہ ۶۶۳)

خواجہ قمر الدین سیالوی صاحب کے استاذ جناب مولانا معین الدین اجمیری فرماتے

”دنیا میں جب اعلیٰ درجہ کا فحش گواہ اپنی انتہائی فحش گوئی کی نمائش کرتا ہے تو اس کی خاتمہ بھی ایسے جملوں پر ہوتا ہے جن کا صدور آئے دن اعلیٰ حضرت کی ذات سے شان میں ہوتا رہتا ہے۔“ تجلیات انوار المعین (صفحہ ۳۶)

اب آئیے فاضل صاحب کی طرف! وہ لکھتے ہیں:

”شریف، ظریف، رمیدہ نے اپنے اقبال وسیع سے ان کے ادبار پُرضیق کو فراخی
سکھائی کہ چاہیں الخ“

(خالص الاعتقاد صفحہ ۱۰)

ایک جگہ یوں رقم طراز ہیں کہ:

”وہابی ایسے کو خدا کہتا ہے۔۔۔۔۔ ناچنا، تھرکنا، نٹ کی طرح کا کھیلنا، عورتوں
مرنا، لواطت جیسی خبیث بے حیائی کا مرتکب ہونا، حتیٰ کہ منجھٹ کی طرح خودمفعول بننا۔

کوئی خباثت، کوئی فضیحت اس کی شان کے خلاف نہیں، وہ کھانے کا منہ، اور بھرنے کا پیٹ اور مردی اور زنی کی دونوں علامتیں بالفعل رکھتا ہے، جوف دار کھگل ہے، سبوح قدوس نہیں، خنثی مشکل ہے۔“

(فتاویٰ رضویہ جلد ۱۵ صفحہ ۵۴۵)

ایک جگہ یوں رقم طراز ہیں کہ:

”عورت قادر ہے زنا کرانے تو تمہارے امام اور تمہارے پدر تعلیم کی کلیہ قطعاً واجب کہ تمہارا خدا بھی زنا کر سکے، ورنہ دیوبند میں چکلہ والی فاحشات اس پر قہقہے اڑائیں گی کہ نکھٹو تو تمہارے برابر بھی نہ ہوسکا، پھر کاہے پر خدائی کا دم مارتا ہے، اب آپ کے خدا میں فرج بھی ضرور ہوئی ورنہ زنا کاہے میں کراسکے گا؟ خنثی خدا کے پجاریو! کیوں سبوح قدوس کے بندوں سے الجھتے ہو؟“

”(اللہ جھوٹ سے پاک ہے صفحہ ۱۶۱، ۱۶۲)

آگے لکھتے ہیں کہ:

”تجب تھا کہ خدا کیلئے آلہ مردی ہو تو اس کے مقابل عورت کہاں سے آئے گی؟ اندام زنی ہو تو اس کے لائق اسے مرد کہاں سے ملے گا کہ اس کی ہر چیز نامحدود بے انتہا ہوگی، یوں ایک خدائن ماننی پڑے گی، جو اس کی وسعت رکھے، اور ایک بڑا ذیل خدا ماننا ہوگا، جو دوسری ہوس بھر سکے الخ“

(اللہ جھوٹ سے پاک ہے صفحہ)

آگے رقم طراز ہیں کہ:

”ایک رنڈی کہ فاسقوں کی محفل میں رقص کرتی ہے، لحظہ لحظہ کس قدر اپنی جہتیں بدلتی ہے، اگر ان کا معبود یونہی نہ گھوم سکا تو رنڈی سے بھی گیا“

(اللہ جھوٹ سے پاک ہے صفحہ ۱۶۳)

ایک جگہ یوں فرماتے ہیں:

تھانوی جی نہ تھان چھوڑیں گے اور نہ ہم ان کے کان چھوڑیں گے
ہم انہیں ٹکٹائے جائیں گے وہ کبھی تو مکان چھوڑیں گے
ہم نے کیسا چکھایا ڈنڈا کیوں پھر اچھل کا پلان چھوڑیں گے
وہ دولتی چلائیں ہم ان کو پیٹھ پر جا کر ہم کان چھوڑیں گے

(حدائق بخشش حصہ سوم صفحہ ۹۲)

ایک جگہ یوں گوہر نایاب عطا فرمائے:

اضر جلی من نتائج ردّة اشرف علی العیۃ الصبیان
انھی جداءک فی الحسان عن العواء انت انجی یا کلبۃ الشیطان

(حدائق بخشش حصہ سوم صفحہ ۸۹)

(ارتداد کے بچوں سے بدترین حاملہ اشرف علی بچوں کی گڑیا ہے، تو اپنے پلوں کو

اچھوں میں بھونکنے سے روک، اے شیطان کی کتیا تو خود بھونک)

اور نمونہ ملاحظہ فرمائیں!

اسپ سنت مادہ خراز بدعت آوردہ بہم اشرد وہ بدست آرند و مغرمی کند

(حدائق بخشش حصہ سوم صفحہ ۳۲)

(سنت کا گھوڑا جب بدعت کی گدھی پر آیا تو ندوہ کا نچر پیدا ہوا، اسی پر ندوہ والے

نخر کر رہے ہیں)

اس طرح بہت سا مواد اکٹھا کیا جاسکتا ہے، مگر اختصار کی وجہ سے آخری بات کہ گھر

کے افراد نے بھی شکوہ کیا کہ:

”آج کل جو تہذیب کے مدعی ہیں وہ چند سطریں دیکھتے ہی حضور کی کتابوں کو پھینک

دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کتابوں میں تو گالیاں بھری ہیں“

(دیکھئے تفصیل کیلئے فیضانِ اعلیٰ حضرت صفحہ ۲۷۵)

القصہ ایسی بدزبانی، فحش گوئی، بے حیائی اور گندی و بازاری زبان استعمال فرما کر فاضل صاحب فسق سے بھی محروم رہیں گے، یہ تو ہماری کرم فرمائی ہے کہ ہم فسق کی بات کر رہے ہیں ورنہ خان صاحب خود ایسی فحش گوئی کرنے والے کو جہنمی، نسب میں خلل، منافق کہا۔

کچھ نقل فرما رہے ہیں مگر ہمیں زبردستی نہیں کرنی چاہئے، فاضل صاحب کو چھٹی سے بننا چاہیں تو کوئی رکاوٹ نہیں، بڑے شوق سے یہ داد وصول فرمائیں۔

القصہ فاضل صاحب کی فسق کی داستان بہت لمبی ہے، ہم نے مختصر کر دی ہے، تاکہ قارئین اکتانہ جائیں، تو فاضل صاحب ہی کا فیصلہ ہے کہ فاسق کے فتوے پر اعتماد نہیں کیا جائے گا، تو حسام الحرمین کے فتوے دربارہ اہل سنت بے وقعت اور بے قیمت ثابت ہوئے۔
فللہ الحمد

دوسری بات یہ ہے کہ رضا خان صاحب کی طبیعت میں شدت و سختی بہت زیادہ تھی۔ خود گھر والے حضرات لکھتے ہیں:

”کہا جاتا ہے امام احمد رضا بہت متشدد تھے، انہوں نے اپنی کتابوں میں بڑے بڑے علماء اور اکابر کو کافر ٹھہرایا ہے، مگر میں کہتا ہوں کہ یہ ایک بات تو انہیں دوسرے مکاتب فکر کے مقابلے میں میسر و مشغول کرتی ہے

“ (تاجدار بریلی نمبر ۲۰۰۳ صفحہ ۵۳)

پروفیسر مسعود صاحب لکھتے ہیں:

”بائیں ہمہ ان کی طبیعت میں شدت زیادہ تھی“

(الحقائق فی الحدائق جلد ۱ صفحہ ۲۵۳)

حوالے یہی کافی ہیں ورنہ انبار لگ سکتا ہے۔

جب فاضل صاحب کی طبیعت میں شدت زیادہ ہے، اور بہت متشدد ہیں تو کیا ان کی

جرح کا اعتبار ہوگا؟ ہرگز نہیں!

اکابر بریلویہ کی مصدقہ کتاب ”اسلامی عقائد“ میں ہے کہ:

”علامہ ذہبی کا اس حدیث کو موضوع قرار دینا سیدہ زوری ہے، اور یہ ان سے کچھ بعید نہیں، کیونکہ جرح و تعدیل کے سلسلے میں ان کا تشدد ہونا معروف ہے“

(اسلامی عقائد صفحہ ۶۷)

آگے یوں تحریر ہے کہ:

”علامہ ذہبی کسی حدیث کو موضوع قرار دینے میں حد سے بڑھے ہوئے ہیں، متعدد علماء نے کئی حدیثوں کو موضوع قرار دیا ہے مگر ان کا فیصلہ تسلیم نہیں کیا گیا“

(اسلامی عقائد صفحہ ۷۱، مکتبہ قادریہ لاہور)

ایک اور بریلوی عالم صاحب لکھتے ہیں کہ:

”جب خود بھی تم اے غیر مقلدو! امام نسائی کو جرح کرنے میں متشدد سمجھتے ہو تو پھر ان کی جرح امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ پر کیوں قابل اعتبار سمجھتے ہو؟“

(امام اعظم ابو حنیفہ پر جرح کا مدلل رد صفحہ ۷۸)

پھر دیانتداری سے اگر ہو تو بتائیں امام قاسم و دیگر اکابر دیوبند و غیرہم رحمہم اللہ پر فاضل صاحب کی جرح کا کیا اعتبار ہوگا؟

لہذا حسام الحرمین کے فتاویٰ دربارہ اہل سنت مردود و مطرود ٹھہرے۔

مزید برآں یہ بھی ملحوظ رہے کہ فاضل صاحب خود لکھتے ہیں کہ:

”تشدد بے جانا جائز اور سبب ہلاک ہے“

(فہارس فتاویٰ رضویہ صفحہ ۲۸۱)

تو رضا خان صاحب کی ہلاکت و بربادی کیلئے ان کے گھر کی گواہی ہی کافی ہے۔

رضا خانی حضرات میں شروع شروع سے ہی تکفیر میں جلد بازی ہے۔

چنانچہ مشہور مؤرخ سید عبدالحی صاحب نزہۃ الخواطر میں لکھتے ہیں کہ:
 ”مسارعی التکفیر قد حمل لواء التکفیر والتفریق فی الدیار الہندیہ فی العصر الاخیر“
 (بحوالہ: فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں صفحہ ۴۴)
 یعنی تکفیر مسلم میں بہت ہی عجلت پسند ہے، زمانہ اخیر میں اسی نے دیار ہند میں تکفیر و تفریق کا علم
 بلند کیا)

المیزان ممبئی کے احمد رضا نمبر میں ہے کہ:
 ”عام طور پر امام احمد رضا کے متعلق مشہور ہے کہ وہ مکفر المسلمین تھے، (مسلمانوں
 کو کافر گردانے والے) بریلی میں انہوں نے کفر ساز مشین نصب کر رکھی تھی“
 (المیزان کا احمد رضا نمبر صفحہ ۲۹)

مولوی ابولکیم محمد صدیق فانی صاحب لکھتے ہیں کہ:
 ”آخر عام لوگوں میں شہرت ہوئی تو اس کی کوئی بنیاد ضرور ہے“
 (انوار احناف صفحہ ۶۳)

آگے لکھتے ہیں کہ:
 ”مشہور محاورہ ہے زبان خلق کو نقارہ خدا سمجھو“
 (انوار احناف صفحہ ۶۴)

یہ تو رضا خانی گھر سے ہی معلوم ہو گیا کہ واقعۃً فاضل بریلوی کو یہ مسئلہ تھا۔
 اسی کے ساتھ یہ بھی سنتے جائیے کہ بریلوی شیخ الاسلام لکھتے ہیں کہ:
 ”اب کسی کا یہ دعویٰ کرنا کہ فلاں کلمہ گو منافق اور کافر ہے اپنے آپ کو خدا اور رسول
 کے مسند پر بٹھانے کے مترادف نہیں تو اور کیا ہے؟“
 (فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے صفحہ ۴۳)

ڈاکٹر طاہر القادری صاحب پر ہاتھ خیال سے صاف کیا جائے ورنہ فتوے کفر گلے

میں پڑے گا۔ دیکھئے دعوت اسلامی کے خلاف پروپیگنڈہ کا جائزہ!
 اور سلسلۂ تکفیر میں جلد بازی رضا خانی حضرات میں آج تک چلی آرہی ہے۔
 دیکھئے! مولوی اشرف علی سیالوی صاحب لکھتے ہیں کہ:
 ”علماء اہل سنت کو چاہئے کہ تکفیر اہل سنت کے بجائے تکثیر اہل سنت پر زور دیں،
 کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کی تحریر و تقریر سے اکثریت اقلیت میں تبدیل ہو جائے“
 (حجتہ الاسلام صفحہ ۱۹۹)

ایک جگہ یوں فرماتے ہیں:
 ”ہمارے لوگ مطالعہ کرتے کوئی نہیں اور فٹ گستاخی کا فتویٰ جڑ دیتے ہیں“
 (حجتہ الاسلام صفحہ ۱۹۱)

ایک جگہ یوں فرماتے ہیں:
 ”لوگوں نے پیر کرم شاہ کو بھی کافر کہا اور مجھے بھی کافر کہتے ہیں“
 (حجتہ الاسلام صفحہ ۱۹۸)

ایک جگہ یوں لکھتے ہیں:
 ”جلد بازی اور عجلت سے کام لیتے ہوئے اس کو بندہ کا عقیدہ بھی بنا ڈالا اور کفر
 ہونے کا فتویٰ بھی داغ دیا“
 (ازالۃ الريب صفحہ ۶۷)

مولوی سعید احمد مجددی صاحب لکھتے ہیں کہ:
 ”ہمارے دور کے بعض لوگ جو محمد بن عبد الوہاب نجدی کے مزاج سے مشرف
 ہیں اور سنی بلکہ رضوی کہلانے کے باوجود حکم تکفیر یا تفسیق میں بہت جلد باز واقع ہوئے ہیں، کسی
 بھی بزرگ کی گستاخی کرنے کے بہانے تلاش کرتے رہتے ہیں اور گرجہیں سے کیسی ہی کمزور
 دلیل مل جائے تو ان کیلئے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بن جاتی ہے“

[illegible]

پیر فاروق القادری صاحب لکھتے ہیں کہ:

”بدقسمتی سے پچھلے دس سال میں کچھ ایسے لوگوں نے قمراس و قلم اور منبر و محراب
سنجھال لئے ہیں اگرچہ یہ لوگ اپنے آپ کو اہل سنت اور بریلوی مسلک کا ضامن قرار دیتے
ہیں تاہم یہ نادان دوست اہل سنت و جماعت کو تنگ نظر و فتویٰ باز اور کٹھ ملاؤں کی جماعت
بنانے کے کارخیز میں مصروف ہیں، ان کے زہریلے قلم طعن و تشنیع اور دشنام طرازی سے نہ
معروف عالم دین، اور مفسر قرآن پیر کرم شاہ صاحب الازہری جیسے فخرسینت محفوظ ہیں الخ“
(سہ ماہی انوار رضا عظمت ابراہیم صفحہ ۱۳۴)

”علماء کبار کا مزاج یہی ہے ذرا کسی کی شکایت ملی تصدیق بھی ضروری نہیں سمجھیں گے غبیث و مردود کہنے لگیں گے، اس کے ساتھ روز اول ہی سے وہ سلوک کریں گے جو کسی گستاخ رسول کے ساتھ کیا جاتا ہے“

”افسوس کہ آج حلقہ بریلی کے جلسے عموماً علییت و معقولیت کے بجائے شدت و جذباتیت کا شکار ہو کر رہ گئے ہیں، جلسوں میں بیٹھے کراہتیں اٹھاتے ہیں، محفل و عظماء و تذکیر میں انہیں میدانِ ضرب و حرب میں بیٹھے ہوئے ہیں، جہاں اندھا دھند مار کٹائی جاری ہے“

(دعوت دین کے جدید تقاضے صفحہ ۵۶)

”مرکز کے عریٰ اسٹیج خانہ جنگی کی حوصلہ افزائی کے اڈے بن کر رہ گئے ہیں، ہر سال اس خوشخبری کے بجائے کہ گمراہوں کے کس گروپ کو قبول مسلک سنیت کر دیا گیا ہے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ اس سال فلاں حصہ احباب کو سنیت سے خارج کیا جا رہا ہے“

(دعوت دین کے جدید تقاضے صفحہ ۹۶)

رضا خانیوں کی تکفیری مہم پر بیگانے تو بیگانے اپنے بھی رور ہے ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ ان کی تکفیری مشین گن چل رہی ہے، اور اندھا دھند چل رہی ہے، اور کسی کی پرواہ کئے بغیر چل رہی ہے، نہ اصول کی پرواہ، نہ ضابطے کی پرواہ، نہ قواعد کا خیال، نہ ہی تکفیر میں احتیاط کا پہلو، کچھ بھی ملحوظ خاطر نہیں، یہ سب کچھ رضا خانی اقوال سے معلوم ہو رہا ہے، اور رضائی اقوال سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تکفیری افسانہ ان حضرات کا انتہائی غلو پر مبنی ہے، اور کسی کے اشارے پر یہ لوگ چل رہے ہیں۔

تکفیر کیلئے اصول رضا خانی حضرات کے گھر سے

مولوی عبدالستار ہمدانی صاحب لکھتے ہیں کہ:

”کسی مسلمان پر کفر کا فتویٰ دینا مشکل سے مشکل کام ہے، تتکلم، کلام، تکلم، الزام، لزوم، تاویل، صراحت، احتمال، ایہام، ظاہری معنی، کلام، لغوی پہلو، محاورات، اصطلاح، الفاظ ظن خیر، وصول نیت، وغیرہ اہم اہم امور کو ملحوظ رکھتے ہوئے جب وجہ اظہار من اشمس کی طرح ثابت ہو تب کہیں کفر کا فتویٰ صادر کیا جاتا ہے، بلکہ حتی الامکان یہ کوشش کی جاتی

مفتی فیض احمد اویسی صاحب لکھتے ہیں کہ:

”علم العقائد کا قانون ہے فتویٰ کفر و شرک کیلئے صریح نص چاہئے“

(خزانہ خدا کی چابیاں حبیب خدا کے ہاتھ میں صفحہ ۲۵)

جبکہ فاضل صاحب کے پاس نص صریح نہ تھی؛ بلکہ خود جان بوجھ کر عبارات تکفیر کیلئے تیار فرمائیں، حضرت گنگوہیؒ کے نام پر خود فتویٰ گھڑا، حضرت نانوتویؒ کے نام پر خود عبارت کو ترتیب دیا، تو تکفیر کا اصول ہی پس پشت ڈال دیا۔

مفتی اقتدار احمد خان نعیمی صاحب لکھتے ہیں:

”کفر کا فتویٰ تب لگایا جاسکتا تھا جبکہ شاعر سے ملاقات ہوتی، اس سے ان اشعار کے بارے میں گفتگو ہوتی، اگر اس کے سارے مطلب معنی کفر کی ہی طرف جاتے اور وہ شاعر اپنے اس کفر پر ضد کرتے ہوئے قائم رہتا تو یہ نہ کہتا“

(العاطيا الاحمد، جلد ۳ صفحہ ۱۰۳)

فاضل بریلوی نے اس کی بھی خلاف ورزی کی، اور کسی ایک ہمارے بزرگ سے
حسام الحرمین میں موجود عبارات نہ ان سے پوچھا نہ ہی خط و کتابت کی۔

فاضل بریلوی خود لکھتے ہیں:

”بعض محتمل لفظ جب کسی مقبول سے صادر ہو بحکم قرآن انہیں حسن پر محمول:“

کریں گے

” (فہارس فتاویٰ رضویہ صفحہ ۸۵۲)

مولانا عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے مقدمہ شرح وقایہ میں خوب تعریف کی ہے تو رضا خان کو قرآنی حکم کا خیال کرنا چاہئے تھا، مگر رضا خان ضد و تعصب و بغض میں سب کچھ جھوڑ کر فرنگی آقاؤں کا حق نمک ادا کرتا رہا۔

اسی پر مزید یہ بھی یاد رکھا جائے کہ فاضل صاحب کی طبیعت کا تشدد اور فتوے میں جلد بازی کا عالم یہ تھا کہ عبدالرحمن القاری جس کی روایت بخاری میں بھی موجود ہے اور بعض حضرات نے انہیں صحابی قرار دیا ہے اور صحابہ میں شمار کیا، (تفصیل کیلئے الاکمال فی اسماء الرجال دیکھیں) ان کی بھی تکفیر کر ڈالی۔

”ایک بار عبدالرحمن قاری کہ کافر تھا اپنے ہمراہیوں کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں پر اڑ پڑا، چرانے والے کو قتل کر دیا، اور اونٹ لے گیا، اسے قرأت سے قاری نہ سمجھ لیں؛ بلکہ قبیلہ بنی قارہ سے۔۔۔۔۔۔ (پھر آگے ان کا یوں تذکرہ کیا) اس محمدی شیر (حضرت ابو قتادہؓ) نے خوک شیطان کو دے مارا خنجر“

:(ملفوظات اعلیٰ حضرت صفحہ ۱۹۷، ۱۹۸)

یعنی ان کو خوگ (خنزیر) اور شیطان بھی قرار دیا۔ (العیاذ باللہ)

رضا خان صاحب کی اس تکفیر بازی میں عجلت کا شکوہ خواجہ قمر الدین سیالوی کے
استاذ محترم جناب حضرت مولانا معین الدین اجمیری رحمہ اللہ نے بھی کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے
ہیں:

”اعلیٰ حضرت ایک عالم کی تکفیر کرنے والے۔۔۔۔۔

کیا زبردست داؤ گھات چودھویں صدی کے مجدد نے ایجاد کئے ہیں کہ تمام عالم کی

تکفیر و تفسیق کے بعد بھی کسی کے ہتھے نہ چڑھے، اور گھر میں بیٹھ کر تمام میدان جیت لئے“

(تجلیات انوار معین صفحہ ۳)

آگے لکھتے ہیں:

”فضیلت نمبر ۲ تکفیر: خلقت آپ کی اس فضیلت سے بے حد نالاں ہے، وہ کہتی

ہے کہ دنیا میں شاید کسی نے اس قدر کافروں کو مسلمان نہیں کیا ہوگا جس قدر اعلیٰ حضرت نے

مسلمانوں کو کافر بنایا، طعن کی بات اور ہے مگر درحقیقت یہ وہ فضیلت ہے جو سوائے اعلیٰ حضرت

کے کسی کے حصے میں نہیں ہے“

(تجلیات انوار معین صفحہ ۷۳)

پھر آگے لکھتے ہیں:

”سوال: اس دور کے مجدد نے کس قدر اسلامی تعداد میں اضافہ کیا؟ جواب: کفر کی

تعداد میں بے شمار اضافہ کر دیا، اور اسلام کو قریب قریب اپنے زعم میں فنا کے گھاٹ اتار دیا“

(تجلیات انوار معین صفحہ ۳۸)

آگے لکھتے ہیں:

”دلی زبان سے اہل بدایوں کی تکفیر فرما گئے“

پھر آگے لکھتے ہیں:

”آپ کی شمشیر تکفیر سے سلف صالحین کی گردنیں بھی محفوظ نہیں“

(تجلیات انوار معین صفحہ ۳۹)

فاضلی بریلوی کی تکفیر میں جلد بازی مولانا فضل الرحمن گنج مراد آبادی نے بھی بھانپ

لی، اور بقول رضا خانی انہوں نے فرمایا کہ تکفیر میں جلدی نہ کرنا لُح

(تفصیل کیلئے دیکھئے! فیضان اعلیٰ حضرت، تذکرہ تاجدار بریلی شریف)

اور اس پر ایک اور دلیل ملاحظہ فرمائیں:

”مولانا لطف اللہ علی گڑھی رحمہ اللہ نے نے بھی فاضل بریلوی کو خط لکھا اور فاضل

بریلوی کی تکفیری مہم پر افسوس کا اظہار کیا اور یہاں تک فرمایا کہ دشمنان اسلام کو اسلام پر ہنسنے کا

موقع نہ دیں“

(تفصیل کیلئے دیکھئے! ”سیرت مولانا محمد علی مونگیری“)

ایک اور طرز سے فاضل صاحب کو دیکھیں!

چنانچہ فتاویٰ رضویہ میں ہے:

”جابل کو مفتی بنانا حلال نہیں، نہ اس کے فتوے پر اعتماد جائز“

(فتاویٰ رضویہ جلد ۷ صفحہ ۲۰، ۲۱)

خود پروفیسر ڈاکٹر مسعود صاحب نے بھی کہا کہ:

”مجھے ایک فاضل نے کہا: فاضل بریلوی تو جابلوں کے پیشوا تھے“

(امام احمد رضا اور ترک مولات صفحہ ۵)

اس پر مزید دلیل بھی دیکھ لیں!

(۱) فاضل بریلوی نے سورہ یوسف کی آیت نمبر ۱۲۶ اور سورہ احقاف کی آیت نمبر ۱۰

میں ”شاهد“ کا ترجمہ ”گواہ“ کیا ہے۔ دیکھئے کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن

تو پھر گھر کے آدمی پھڑک اٹھے کہ یہ تو اُن پڑھ کا کام ہے، چنانچہ لکھتے ہیں مولوی

محمد عمر اچھروی صاحب کہ:

”باقی رہا تمہارا اعتراض کہ شاہد کا معنی گواہ کے ہیں یہ کسی اُن پڑھ کا ترجمہ ہے“

(مقیاس مناظرہ صفحہ ۲۱۰)

(۲) رضا خان ڈس صاحب نے ایک مصرعہ لکھا ”مجھے شوخی طبع رضا کی قسم“ حدائق

بخشش حصہ اول صفحہ ۳۰ یعنی مجھے اپنی طبیعت کی شوخی کی قسم! تو اس میں انہوں نے اپنی قسم

کھائی، تو رضا خان اولاد معنوی پر یہ ناگوار گزرا۔

چنانچہ مفتی اقتدار احمد خاں صاحب آگے ہوئے اور فرمانے لگے:

”بجز اللہ تعالیٰ کسی کی قسم کھانا سخت ترین جرم ہے، فقہائے کرام تو ایسی غیر اللہ کی قسم کو بحکم حدیث شرک قرار دیتے ہیں، دراصل مسلم قوم کی انتہائی بد قسمتی ہے کہ بے علم لوگوں نے نعتیں لکھنا شروع کر دیں“

(تحفیدات علی مطبوعات صفحہ ۹)

(۳) فاضل بریلوی صاحب نے سورہ نحل آیت نمبر ۹۶ ”انما“ کا ترجمہ کیا ہے ”بیشک“ پوری آیت کا ترجمہ یوں کیا ہے ”بیشک وہ جو اللہ کے پاس ہے تمہارے لئے بہتر ہے“ (کنز الایمان)

جبکہ ملت رضویہ کے مناظر و مجادل مفتی عبدالجید سعیدی صاحب لکھتے ہیں کہ:

”انما کلمہ حصر ہے، جس کا ترجمہ ”بیشک“ کرنا درست نہیں، قیچھ جہالت ہے“

(علم النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کا قلع و قمع صفحہ ۷۰)

تو معلوم ہوا کہ رضا خان صاحب جہالت کی پیداوار ہیں، اور وہ خود فرماتے ہیں ”جاہل کے فتوے کا اعتبار و اعتماد نہیں“ تو فاضل بریلوی کے فتوے کا کیا اعتبار کیا جائے؟ لہذا گھر سے ہی ثابت ہوا کہ فتویٰ حسام الحرمین میں جو احکام اہل السنۃ دیوبند کے متعلق ہیں وہ قابل اعتبار و اعتماد نہیں، بلکہ جہالت و ضد و بغض کی پیداوار ہیں۔

ایک اور دلیل سے رضا خان کی جہالت و حماقت ملاحظہ فرمائیں!

رضا خان صاحب نے حسام الحرمین میں اکابر دیوبند کو ایسا کافر لکھا کہ جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر، جبکہ رضا خانیوں کی معتبر و مستند کتاب ”انوار ساطعہ“ امداد اللہ فی الارض حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی طرف منسوب مضمون

(جس پر یقیناً رضویوں کو اعتماد و اعتبار ہے) میں لکھا ہے کہ:

”فقیر کا یہ مسلک ضرور ہے کہ اہل اسلام کی تکفیر پر جرأت نہیں کرتا؛ بلکہ اس سے تنفر

قلبی رکھتا ہے، اور اس میں صرف اوقات کو حماقت؛ بلکہ خسران و خذلان کا موجب سمجھتا ہے“ (انوار ساطعہ صفحہ ۴۱۲، فیض گنج بخش بک سینٹر لاہور)

حاجی صاحب اکابر دیوبند کو نہ صرف مسلمان؛ بلکہ اعلیٰ درجہ کا مسلمان اور بزرگ فرماتے تھے، تو ان کی تکفیر پر جرأت کرنا حاجی صاحب کے نزدیک حماقت اور آخرت کا نقصان اور خسارہ ہے۔

تو معلوم ہوا کہ رضا خان دنیا و آخرت میں راندہ گیا، اور حماقت و بیوقوفی کی وجہ سے امت مسلمہ نے اس کے فتوے تکفیر کو منہ تک نہ لگایا، سوائے چند رضا خانی بھیڑیوں کے۔

تو فتویٰ جاہل و احمق کا کیسے معتبر ٹھہرے؟ خود اپنے ہی اصول سے مرد و دھڑھرا۔

ایک اور طرز سے

حجت الاسلام الامام الکبیر سیدنا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ۱۲۹۷ھ میں ہوئی، اور خلیل الملتی والدین، بدرالحدیث حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ کی کتاب براہین قاطعہ کے بارے میں خود مولوی عبدالسیع راہپوری سے سنئے! وہ لکھتے ہیں:

”۱۳۰۴ھ (۱۸۸۶ء) میں براہین قاطعہ بجواب انوار ساطعہ نامی ایک کتاب مطبع ہاشمی میرٹھ سے اس وضاحت کے ساتھ شائع ہوئی کہ یہ مولوی رشید احمد گنگوہی کے حکم سے چھپی ہے“

جبکہ فاضل بریلوی ”اللہ جھوٹ سے پاک ہے“ میں لکھتے ہیں:

”حاش اللہ حاش اللہ ہزار ہزار بار حاش اللہ میں ہرگز ان کی تکفیر پسند نہیں کرتا، ان مقتدیوں یعنی مدعیان جدید کو تو ابھی تک مسلمان ہی جانتا ہوں“

(اللہ جھوٹ سے پاک ہے صفحہ ۱۰۹، ۱۱۰)

یہ کتاب آلہ حضرت بریلوی نے ۱۳۰۴ھ میں لکھی۔

اب میرا سوال یہ ہے کہ ان عبارات سے تو فاضل صاحب واقف تھے، مگر اس

وقت ان کی بنیاد پر کافر نہ کہا، مگر عرصہ دراز بعد جب قطب الارشاد، فقیہ النفس، رشید الملئہ والدین امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ۱۳۲۳ھ میں ہو گئی، بعد میں ۱۳۲۵ھ میں حسام الحرمین لکھ کر کافر قرار دیا۔

معلوم ہوا کہ حضرت گنگوہیؒ کے رعب و دبدبہ سے فاضل صاحب کو جرأت ہی نہ ہو سکی کہ وہ تکفیری کتاب میدان میں لاتے، اور دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ یہ عبارات ایسی نہ تھیں کہ ان کی بنیاد پر فتویٰ کفر لگے؛ کیونکہ رضا خان خود لکھتے۔

اب سوال یہ ہے کہ اگر دوسرا فتویٰ حسام الحرمین میں اکابر کے متعلق سچا ہے تو پہلے مسلمان سمجھنے کی وجہ سے خود کافر ہوا، اور اگر پہلا سچا ہے تو سچے مسلمانوں کو کافر کہہ کر خود کافر ہوا، اب آپ لوگوں کی مرضی ہے کہ کدھر سے فاضل بریلوی کو فتویٰ لگانا ہے؟

ایک اور طرز سے

فاضل بریلوی نے حضرت قطب الارشاد گنگوہیؒ پر فتویٰ اسلئے لگایا کہ وہ بقول اس کے خدا کو جھوٹا مانتا ہے (العیاذ باللہ) چنانچہ آلہ حضرت لکھتے ہیں:

”اپنے ایک فتوے میں (جو اس کا مہری دستخطی میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا جو بمبئی وغیرہ میں بارہا مع رد کے چھپا) صاف لکھ گیا کہ جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو بالفعل جھوٹا مانے اور تصریح کرے کہ (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ نے جھوٹ بولا، اور یہ بڑا عیب اس سے صادر ہو چکا تو اسے کفر بالائے طاق گمراہی درکنار فاسق بھی نہ کہو“

پھر آگے لکھتے ہیں:

”اللہ عزوجل کے امکان کذب ماننے کا برا انجام دیکھ کیونکر وقع کذب ماننے کی طرف کھینچ کر لے گیا“

(حسام الحرمین مع تمہید ایمان صفحہ ۷۱)

اب آپ دیکھیں یہ خود فتویٰ گھر کر حضرت کے نام لگا دیا کہ وہ خدا کو جھوٹا کہتے ہیں

اسلئے کافر، چونہ مانے وہ خود کافر وغیرہا من الخرافات۔

جبکہ ”اللہ جھوٹ سے پاک ہے“ میں لکھتے ہیں:

”امام و مامو، خادم و مخدوم، سارا طائفہ ملوم، کذب الہی کو واقع و موجود گارہا ہے“

(اللہ جھوٹ سے پاک ہے صفحہ ۸۵)

یہ بات فاضل صاحب نے ۱۳۰۷ھ میں شائع کی۔

اب آگے چلئے!

فتاویٰ رضویہ جلد ۱۵ صفحہ ۳۴ پر ”اللہ جھوٹ سے پاک ہے“ کی فہرست میں لکھا ہے:

”دیوبندیوں کا یہ قول کہ خدا نہ جھوٹ بولا نہ بولے جھوٹ ہے، کیونکہ وہ اسمعیل دہلوی کی اتباع میں کذب کو ممکن بلکہ جائز و قوی مانتے ہیں“

اس سب کے باوجود فاضل صاحب نے ہمارے اکابر کو مسلمان لکھا، کیونکہ اسی کتاب میں لکھا کہ میں ابھی تک مسلمان ہی جانتا ہوں۔

اب سوال یہ ہے کہ ایک جگہ وقوع کذب کا الزام لگا کر کافر کہتا ہے اور دوسری جگہ وقوع کذب کا لازم لگا کر مسلمان کہتا ہے، اب اگر پہلا فتویٰ سچا ہے تکفیر والا تو دوسری تحریر کے مطابق مسلمان سمجھتا رہا لہذا خود کافر ہوا۔

اور اگر دوسرا فتویٰ سچا ہے تو پھر مسلمان پر بلکہ سچے اور یکے مسلمانوں کو کافر کہہ کر بھی خود کافر ہوا۔

اب رضا خانی حضرات کو دعوت فکر ہے کہ وہ جدھر کا فتویٰ رضا خان کیلئے قبول فرمائیں، یہ ہماری اپنی باتیں نہیں؛ بلکہ رضا خان کی تعلیمات کا ہی آئینہ اور فیض ہیں، جس کو قبول فرمانا ضروری ہے، ورنہ پھر بھی بریلوی اگر رہو گے تو تکفیر کی تلوار تمہاری گردن پر لٹکتی رہے گی۔

ایک اور طرز سے

ہم پیچھے مولوی عبدالحکیم محمد صدیق فانی کے حوالے سے عرض کر آئے ہیں کہ جو چیز مشہور ہوتی ہے اس کی کچھ نہ کچھ وجہ ضرور ہوتی ہے، انھوں نے یہاں تک فرما دیا کہ آواز خلق نقارہ خدا ہوتی ہے، اب آئیے! فاضل صاحب کے بارے میں گھر کی گواہی ملاحظہ فرمائیں!

چنانچہ پروفیسر ڈاکٹر مسعود صاحب لکھتے ہیں:

”ان علمائے اہلسنت بھی تکفیر کے بارے میں نہایت احتیاط سے کام لیا، جن کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ تکفیر میں تعجیل کرتے تھے، مثلاً مولانا احمد رضا خان بریلوی“

(فتاویٰ مظہریہ صفحہ ۴۹۹)

ہمارا استدلال صرف اس حصہ سے ہے کہ فاضل صاحب کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ تکفیر میں جلدی کرتے ہیں، اور یہ بات گھر سے ہی ثابت شدہ ہے کہ شہرت کی کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہوتی ہے، باقی احتیاط سے کام لینا وہ تو فاضل صاحب کا کام نہیں تھا۔

ایک اور دلیل ملاحظہ فرمائیں!

پروفیسر ڈاکٹر مسعود صاحب لکھتے ہیں:

”اظہار صداقت کا سب سے کٹھن مرحلہ وہ ہوتا ہے جب کسی مختلف فیہ مسئلے کے بارے میں کسی مخالف کے خلاف قلم اٹھایا جائے، حسن اظہار کے اصل جوہر یہیں کھلتے ہیں، اکثر دیکھا گیا کہ سنجیدہ سے سنجیدہ، اور فاضل سے فاضل سے انسان بھی ایسے موقع پر اپنے جذبات قابو میں نہیں رکھتا، اور اس کی تحریر میں صحت طرز بیان مفقود نہیں آتی ہے، مثلاً اس قسم کی چند تحریروں سے یہ اقتباسات ملاحظہ ہوں۔

(الف) مولانا احتشام الحق اور مولانا محمد شفیع صاحب کا فتویٰ دربارہ شربت حسنین نظر سے گزرا، جس میں انھوں نے اپنے خبث باطنی، بد مذہبی اور سوائے اعتقاد حضرات حسنین سے بتائی، وہ اظہار من الشمس ہے، یہ لوگ حقیقت میں معتزلی خارجی ہیں۔

(ب) شرح عقائد وغیرہ کتب معتبرہ اہل سنت والجماعت و شروح احادیث، عقاید متون میں ایصال ثواب کے احکام صریح موجود ہیں، لیکن یہ دشمن رسول ﷺ اور دشمن صحابہ اہل بیت اور اولیائے کرام سے بغض و کینہ رکھنے والی جماعت ہمیشہ ان مستحسن طریقوں کو روکنے کی سعی کرتی رہتی ہے، مسلمانوں کو ان مذاہب کے بھیڑیوں اور ملت کے ڈاکوؤں سے پرہیز لازم ہے، اور اتباع اہل سنت والجماعت ضروری ہے۔

(ج) محمد شفیع و احتشام الحق تھانوی کا جواب تجاہل عارفانہ، جہل مرکب اور انتہائی بغض و عناد کے مترادف ہے، درحقیقت فرقہ واپا بیہ دیوبندیہ کا فرانہ ذہنیت و لحدانہ خیالات کے پیش نظر ہر جائز کار خیر کو حرام و بدعت ٹھہرانے کا عادی ہے، مسلمانوں کو ان کی مکاری اور سیاہ کاری سے ہمیشہ اجتناب کرنا چاہئے۔

غرض اس قسم کا طرز بیان فتاویٰ کیلئے ہرگز مناسب نہیں، بالفرض مجیب اول کے استدلالات صحیح نہیں تو مجیب ثانی اپنے قوی استدلالات سے ان کو رد کر سکتا ہے؛ لیکن فقیہانہ رد باری اور تحمل کے ساتھ جس سے اظہار صداقت کی زیبائی و رعنائی کو صدمہ نہ پہنچے“ (افتتاحیہ فتاویٰ مظہریہ صفحہ ۷۷)

معلوم ہوا کہ خبث باطنی، بد مذہب، اہل بیت سے سوائے اعتقاد، دشمن نبی و صحابہ و اہل بیت، اولیاء سے بغض و کینہ رکھنے والے، بھیڑیے، فرقہ واپا بیہ دیوبندیہ، کا فرانہ ذہنیت، لحدانہ خیالات وغیرہانہ تو فتاویٰ کیلئے ہرگز مناسب ہیں، نہ فقیہانہ رد باری اور تحمل والے جملے ہیں، اور نہ ہی صحیح طرز بیان ہے، اور نہ ہی جذبات کو قابو میں رکھ کر یہ گفتگو ہے۔

اب میں پروفیسر مسعود صاحب سے پوچھتا ہوں کہ ان میں کونسا لفظ نہیں جو فاضل بریلوی نے اپنے فتاوے جات میں ہمارے لئے نہ لکھا ہو؟ ان سے بڑھ کر فاضل صاحب نے الفاظ اکابرین اہل سنت کیلئے استعمال کئے ہیں کہ الامان والحفیظ۔ تو معلوم ہوا کہ فاضل بریلوی کے فتاویٰ میں نہ احتیاط نہ تحمل نہ صحت طرز بیان نہ ہی جذبات پر قابو اور نہ ہی فتاویٰ کہلانے کا

استحقاق، تو جب کچھ بھی نہیں تو پھر ان کے فتاویٰ پر اعتماد کیسے کر لیا جائے؟

مفتی احمد علی سندیلوی صاحب لکھتے ہیں:

”بالعموم آج کل علمائے کرام اپنے مخالفین کے خلاف کیچڑ اچھالنے اور نامناسب کلمات کہتے ہیں اور ایک دوسرے کی عبارت کو کھینچ تان کر غلط مفہوم نکالتے ہیں، اور عوام و خواص میں اپنے مخالفین کو ذلیل و رسوا کرنے اور خود کو اونچا اور دوسرے کو نیچا دکھانے میں مصروف رہتے ہیں، اپنے مخالفین کی عبارت کی تاویل کر کے صحیح و درست مفہوم کا تصور بھی باقی نہیں رہا“

(جلالی سوال جمالی جواب صفحہ ۷)

آگے لکھتے ہیں:

”مجھے خوب معلوم ہے کہ ہمارے یہاں کافر، گستاخِ رسول، گمراہ اور ضال و مضل ہونے کا فتویٰ ہاتھوں ہاتھ لئے بانٹتے پھرتے ہیں، ان بیچاروں کو اتنا بھی یاد نہیں ہوتا کہ جس پر فتویٰ لگایا ہے دوسرے دن اپنی دنیوی غرض کی بنا پر اسی کو عاشق و محب رسول بتاتے ہیں“

(جلالی سوال جمالی جواب صفحہ ۵۳)

مفتی صاحب! یہ صورت حال آپ میں فاضل صاحب سے آرہی ہے۔



